دعوات عبدیتِ حق
پشاور یونیورسٹی میں کی گئی تقریر

ارشادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : ادارہ الحق

رسول کریمؐ کی حقانیت اور صداقت

سیرت طیبہ کے چند اہم پہلو

علمی، عملی اور عرفانی زندگی

★

یہ تقریر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ۲۵ اپریل بروز منگل اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی کے روس کیپل ہال میں اجتماع سیرت سے ارشاد فرمائی۔ نہ صرف ہال گیلریوں سمیت کھچا کھچ بھرا تھا بلکہ باہر بھی کافی تعداد میں سامعین ہمہ تن گوش بنے رہے۔ یونیورسٹی کے طلباء نے پورے وقار اور متانت سے پوری تقریر سنی، وائس چانسلر کے علاوہ یونیورسٹی کے دیگر اہم شعبوں کے تمام افراد بھی موجود تھے۔ (ادارہ)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔ (اللہ ہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے جو پڑھتا ان کو اسکی آیتیں اور ان کو سنوارتا اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا اور اس سے پہلے وہ لوگ صریح بھلاوے میں تھے۔)

—— میں آپ حضرات کا از حد شکر گذار ہوں کہ آپ نے اس بابرکت اجتماع میں ناچیز جیسے کم سمجھ اور ضعیف الانسان کو شرکت کا موقع عطا فرمایا۔ جہاں حضور اقدسؐ کا ذکر ہو وہاں خدا اور ملائکہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔ ارشاد خداوندی ہے تو آپ جیسے ماہرین علوم جدیدہ و قدیم کے مجمع میں مجھ جیسے ناکارہ اور ناسمجھ انسان کچھ کہہ تو نہیں سکتا۔ پھر قلب اور اعصاب کا بھی مریض ہوں، اس لئے بار بار معذرت کی مگر ان حضرات

کا اصرار تھا کہ صرف دعا کیلئے شرکت فرما دیں، کچھ کہنا نہیں۔ لیکن یہاں حاضری کے بعد جب حکم ہوا کہ کچھ عرض کروں چند منٹ کیوں نہ ہو ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ تو تین باتوں کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے تین پہلوؤں پر کچھ گذارش کرنی ہے۔ علمی زندگی، عملی زندگی یعنی قول اور عمل گفتار اور کردار میں یگانگت اور تیسری بات عرفانی اور احسانی زندگی، کہ اللہ کی محبوبیت کا مقام حضورؐ کے اتباع ہی سے مل سکتا ہے ۔۔۔۔۔ تو پہلی بات یہ عرض کرنی ہے کہ حضورِ اقدسؐ خداوندکریم کی جانب سے ساری دنیا کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے۔ ارشادِ خداوندی ہے: وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین ۔ نیز فرمایا: وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیرا ونذیرا۔ اور فرمایا کہ ہم نے حضورؐ کو بھیجا، لیکون للعالمین نذیرا۔ تاکہ وہ سارے جہانوں کیلئے ڈرانے والا ہو، جن وانس اور قیامت تک آنے والی مخلوق کے لئے ڈرانے والا۔ یہاں چونکہ مجمع اہل علم کا ہے۔ اس لئے پہلی بات حضورؐ کی علمی شان اور جامعیت کے بارہ میں عرض کرنی ہے۔

دیکھئے علوم کے مختلف شعبے ہیں۔ ہر شعبہ پر حکومت اور ملک کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے۔ تاکہ قوم میں اس شعبے کے علماء پیدا ہوں اور ایک ایک شعبے میں چند افراد کو ماہر بناتے کیلئے کتنے ماہرین جمع کئے جاتے ہیں۔ سائنس ہو، جغرافیہ ہو، ریاضی ہو، حساب ہو گرامر ہو ادب ہو کس قدر عملہ ہے اساتذہ کا جو تربیت اور تعلیم میں لگا رہتا ہے۔ اس طرح آپ حضرات کو معلوم ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن کے علوم تمام عمر بیان کئے جائیں، ایک آیت کی تفاسیر، عجائبات اور نکتے بھی قیامت تک ختم نہیں ہوتے۔ واللہ العظیم۔ ایک حدیث کی تشریح کے لئے بھی عمر چاہیئے وہ ذاتِ اقدس جن کی زبان سے اللہ نے اعلان کرا دیا اور پوری علمی دنیا کو یہ چیلنج دیا گیا کہ:

قل لئن اجتمعت الانس والجن	کہہ دے کہ اگر انس اور جن جمع ہو کر کوشش
علی ان یأتوا بمثل ھذا القرآن	کریں کہ اس جیسا قرآن لاویں تو نہیں لا
لایأتون بمثلہ ولوکان بعضھم	سکیں گے۔ اگر سب ایک دوسرے
لبعض ظھیرا۔	کی مدد کریں۔

آج بھی آپ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ حضورؐ کے علوم کو تنقیدی نگاہ سے پرکھنے کے لئے مخالفین کی کتنی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ادارے، اکیڈمیاں اور کمیٹیاں اس غرض

سے قائم ہیں۔ ریسرچ اور مستشرقین کے نام سے کروڑوں روپیہ آج بھی خرچ ہوتا ہے۔ کہ اسلام کے کسی حکم کسی مسئلہ کسی قانون اور حضورؐ کی تعلیمات کے کسی گوشہ پر اعتراض کر سکیں لیکن جیسا کہ آفتاب ہاتھ سے نہیں چھپ سکتا۔ قرآن و حدیث کی حقانیت اور اسلام کی صداقت چودہ سو برس پہلے جیسے تھی آج بھی الحمدللہ ایک نکتہ ایک حرف میں فرق نہیں آیا، کوئی سقم نہیں نکلا۔ اور اگر ہوتا تو یہ نام کے سہی لیکن ۸۰ کروڑ مسلمان روئے زمین پر نہ ہوتے۔ تو علوم تو ایسے حقیقی جامع اور اٹل مگر تعلیم و تربیت کے پہلو پر نظر ڈالیں جس علاقہ میں پیدا ہوئے وہ تھا ہی وادی غیر ذرع (بنجر اور بے آب و گیاہ سرزمین) والد کا سایہ ولادت سے پہلے اٹھ گیا، تھوڑے سے عرصہ بعد والدہ کا بھی انتقال ہوا۔ پھر دادا بھی جدا ہو گئے۔ تو جتنے مربی ہو سکتے، والدہ، والد، دادا سب انتقال کر گئے اور صرف چچا رہ گئے اس لئے یتیم ابوطالب کے نام سے مشہور ہوئے اس کے بعد بچپن بکریاں چرانے میں گذرا۔ بلوغ کے بعد مدتوں تک شام گئے نہ دیگر بلاد میں آنا جانا ہوا۔ جیسا کہ ہم پھرتے گھومتے بھی تحقیقات کر لیتے ہیں۔ معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ آپ کو یہ مواقع بھی میسر نہ ہو سکے۔ پھر جہاں آپ تھے وہاں نہ کالج نہ سکول نہ یونیورسٹی نہ مدرسہ نہ دارالعلوم، پرائمری اور مڈل تک بھی کوئی ادارہ نہیں تھا۔ اور جب وحی نازل ہونے کا زمانہ قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جو علیم ہیں اور چاہتے تھے کہ کل کوئی مخالف یہ نہ کہے کہ حضورؐ نے کسی انسان سے یہ علوم سیکھے ۶ مہینے تک لوگوں سے یکلخت الگ تھلگ کرایا اور غار حرا میں رکھا۔ کتابیں پہلے تو وہاں تھیں نہیں، اگر ہوتیں بھی تو آپ کا لقب النبی الامی تھا۔ تو اللہ کو منظور تھا کہ علوم کا جو دریا حضور اقدسؐ کی زبان سے جاری ہو کسی کو یہ خیال نہ آتے کہ آپ نے مخلوق سے سیکھے، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو اسلام اور قرآن سمجھنے کی توفیق عطا فرما دے۔

جو کچھ حضورؐ کی زبان سے نکلا، دنیا بعد از خرابی بسیار آکر بالآخر اس کی صداقت ماننے پر مجبور ہوئی، دیکھئے یورپ میں طلاق کے مسئلے کو طنز و تشنیع کا نشانہ بنایا مگر بالآخر تنگ آکر عیسائیوں نے بھی اسی میں پناہ لی۔ شراب کی حرمت پر ہنسی اڑاتے رہے، مگر بالآخر سارے یورپ نے اسے ام الخبائث قرار دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو برتن کتا جھوٹا کر دے اسے سات دفعہ پانی سے اور آخری بار مٹی سے دھو لیا جائے، مخالفین کو تعجب ہوتا ہے کہ اس کا کیا فائدہ مگر مغرب کے ایک ڈاکٹر نے اسی ایک حدیث پر تحقیق شروع کی کہ اس میں نکتہ کیا ہے۔ تو

ہر بار دھو کر برتن کو خوردبین سے دیکھا بار بار دھویا مگر جراثیم کتے کی زبان کے موجود تھے۔ ساتویں دفعہ مٹی سے دھویا تو جراثیم ختم ہوئے۔ پھر مٹی پر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ جراثیم صرف نوشادر سے مرتے ہیں۔ اور مٹی میں اس کے اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ آج ہم چودہ سو برس بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نوشادر ایسے جراثیم کیلئے سم قاتل ہیں۔ حضورؐ نے جو نبی امیؐ تھے چودہ سو سال قبل بتلایا اور علاج بھی کتنا آسان کہ نوشادر کہاں کہاں ڈھونڈو گے۔ مٹی جو ہر شخص کو مل سکتی ہے استعمال کرو۔ اس طرح ہزاروں مثالیں ہیں کہ حضورؐ کے احکام اور ہدایات کو نئی تحقیقات کی کسوٹی پر پرکھا گیا تو صداقت سب پر عیاں ہوگئی۔ تو آخر یہ علوم اور یہ پُر حکمت تعلیمات کہاں سے آئے۔ کہ نہ جزیرۃ العرب میں مدرسہ تھا نہ سکول نہ لیبارٹریاں نہ وہاں ایسے اساتذہ۔ سب ان پڑھ اور امی جیساکہ خدا نے فرمایا: ھو الذی بعث فی الامیین۔ کہ اللہ نے انہیں ان پڑھوں میں بھیجا۔ جب نبوت کی خلعت سے سرفراز ہوئے تو ان کے علوم سے ان پڑھوں کی کایا بھی پلٹ گئی حضرت عمرؓ جیسے امیر المومنین اور سیاستدان کے بعد کسی نے پیش نہیں کیا۔ وہ کون سے جنگی اور سیاسی کالجوں میں پڑھے تھے۔ خالدؓ جیسا سپہ سالار، ابو عبیدہؓ جیسا فاتح، زیدؓ بن ثابت جیسا فقیہ اور مسائل پر عبور رکھنے والا، علیؓ جیسا سراپا علم و معرفت، صدیقؓ جیسا مجسمہ صدق و صفا ــــ کوئی امت ان لوگوں کی مثال پیش کر سکتی ہے ؟

ایک ایک فرد صحابہ کرامؓ کے علوم کا منبع بن گیا۔ ان کو یہ علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بتلائے اور خود حضورؐ کی ساری زندگی بھی آپ کے سامنے ہے۔ کوئی دشمن بھی نہیں کہہ سکتا کہ حضورؐ کے یہ علوم کسبی اور تحصیلی تھے۔ تو صاف معلوم ہوا کہ حضورؐ معلّم من اللہ ہیں۔ (یعنی سارے علوم صرف اللہ سے سیکھے) ایسی ذات کو رسول کہتے ہیں۔

دوسری بات مختصراً حضورؐ کی صداقتِ رسالت کے لئے یہ عرض کرنی ہے کہ حضورؐ اعقل الناس ہے (سارے لوگوں میں عقلمند، دانا اور ہوشیار) یورپ سمیت سب دشمن بھی آپ کی عقلمندی اور دانائی پر متفق ہیں۔ کارلائل جیسے لوگوں کے اقوال آپ نے پڑھے ہوں گے تو کیا عقلمند کسی مقصد اور غرض کے بغیر کوئی کام کرتا ہے ؟ اب دیکھئے کہ حضورؐ نے نبوت کے بعد ۲۳ برس کی پوری زندگی میں کتنے مصائب جھیلے اتنی تکالیف شاقہ ان کو پہنچائی گئیں کہ خود فرمایا: اوذیت فی اللہ مالم یؤذ احد۔ (مجھے اللہ کی راہ میں اتنی تکلیف پہنچائی گئی جتنی کسی اور کو نہیں پہنچائی گئی۔) نماز پڑھ رہے ہیں کہ اوجھڑی کی بھری تھیلیاں پیٹھ مبارک پر رکھی گئیں۔ ابوجہل نے چادر گلے

میں ڈال کر سختی سے کھینچا۔ شعب ابو طالب میں تین سال محصور رکھے گئے، دار الندوۃ میں قتل جلاوطنی، گرفتاری وغیرہ کے مشورے ہوتے رہے، پتھروں کی بارش ہوئی، غرض ساری زندگی کیسی کیسی تکالیف میں گذری۔ تو ایک عقلمند جب اتنی محنت کرتا ہے، مصیبت اٹھاتا ہے تو اس کا کوئی محرک ہوتا ہے۔ کوئی باعث ہوتا ہے۔ ہمارا یہ پڑھنا پڑھانا ایک محرک کی وجہ سے ہے۔ تو حضورؐ نے ۲۳ برس دنیا کی اصلاح کی جو مشقتیں اور شدائد برداشت کئے اس کے بھی کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ تنخواہ ملے مال و دولت مل جائے، دنیاوی عزت اور منصب وعہدہ مل جائے اہل وعیال کے لئے دولت جمع کی جائے یا پھر کھانے پینے پہننے رہنے بسنے کے لحاظ سے عیش وعشرت کی جائے یا پھر یہ سبب ہو سکتا ہے کہ صرف رضائے مولیٰ مل جائے اور خدا کی مخلوق کو خدا کے در پر پہنچایا جائے اس لئے کہ عاقل بغیر مقصد کچھ نہیں کرتا۔

—— تو ایک محرک دنیا ہوتی ہے، جس میں چند چیزیں مطلوب ہوتی ہیں۔ مال ملے، بلڈنگ ہو وطن میں شان وشوکت ہو چلنے پھرنے میں لوگ عزت کریں، نشست گاہ خوابگاہ بڑی شاندار ہو، مجلس میں صدارت کی نشست مل جائے۔ لباس وخوراک بہت اعلیٰ ہو، اولاد کو فائدہ پہنچے لیکن میں حضورؐ کی سیرت میں ان امور کے بارہ میں آپ کے سامنے چند اشارات ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ کے مال و دولت کی حالت یہ تھی کہ جب دنیا سے رخصت ہو رہے تھے، تو گھر میں ایک درہم (چونی برابر) بھی نہ تھی۔ زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ وصال کی رات چراغ کے لئے تیل پڑوسی سے قرض مانگا گیا تھا۔

الغرض ایک روپیہ میراث نہ چھوڑی کہ ان الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درھمًا۔ ایک لاکھ درہم بحرین سے آئے سارے کے سارے تقسیم فرمائے اپنی ذات کے لئے گھر میں کچھ نہ تھا۔ مگر اس کے لئے بھی نہ رکھا۔ گھر میں کسی نے شکایت کی غصہ میں فرمایا کہ اس وقت کہہ دیتے، اب کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک بار عصر کی نماز پڑھی اور عجلت میں پریشانی میں گھر تشریف لے گئے کچھ دیر بعد واپس ہوئے تو صحابہؓ نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ گھر میں تکیہ کے نیچے چاندی کا کوئی ٹکڑا تھا اسے جا کر خیرات کر دیا۔ اور یہ مناسب نہیں کہ پیغمبر پر اس حالت میں رات آجائے، کہ اس کے گھر میں چاندی سونے کا ٹکڑا ہو، دس لاکھ مربع میل پر حکومت ہے۔ مگر ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ماشبع آل محمد من خبز شعیر یومین۔ نبی کریم کے اہل وعیال جو کی روٹی سے بھی دو دن لگاتار سیر نہیں ہوئے جو کی روٹی سے بھی آپ کا گھرانا سیر نہیں ہوا۔ ——

غزوہ خندق میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ خود خندق کھود رہے ہیں اور زبان مبارک پر ہے کہ:

اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ
فاغفر الانصار والمھاجرۃ

سردی ہے کپڑے نہیں ہیں، کھانا نہیں مل رہا، ساری دنیا مقابلہ میں آگئی ہے۔ مگر فرماتے ہیں: یا اللہ ہم اس حال میں خوش ہیں، ہمیں آخرت کی عیش چاہئے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی کیا چیز ہے۔ آخرت کی خوشی دے اور انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما، حضورؐ صحابہؓ کے ساتھ زندہ درگور ہیں۔ اللہ کی غیرت جوش میں آتی۔ من کان للہ کان اللہ لہ جو اللہ کا ہوجائے اللہ اس کا ہوجاتا ہے۔ حضورؐ نے پھاوڑا مارا چنگاری اٹھی تو بشارت دی کہ مجھے کسریٰ اور قیصر کے وہ محلات دکھائی دئے جو عنقریب تمہارے قبضہ میں آئیں گے۔ صنعاء یمن کی بلڈنگ دکھائی دیئے کہ امت کے قبضہ میں آئیں گی۔ تو حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ خندق کھود رہے تھے کہ چادر مبارک سرکی تو دیکھا کہ چند پتھر پیٹ پر بھوک کی شدت کی وجہ سے باندھے تھے۔ یہ تو حالت کھانے پینے کی تھی۔

مکان کیسا تھا؟ کوئی بلڈنگ بنگلہ یا کوٹھی نہیں تھی، جہاں آج حضورؐ کا روضۂ اطہر ہے وہی کچا مکان تھا، مٹی گارے کا۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بلوغ سے کچھ قبل مراہق تھا کہ حضورؐ کے حجرہ میں وصال کے بعد داخل ہوا تو چھت اتنا نیچے تھا کہ مجھے جھکنا پڑا، ورنہ سر چھت سے لگتا۔ چھت کھجور کے پتوں اور چھال کا تھا۔ بارش ہوتی تو پانی ٹپکتا تھا۔ تنگ اتنا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ تہجد پڑھتے تو میرے پاؤں سجدہ کرنے کی جگہ پڑے رہتے، جب حضورؐ سجدہ میں آتے تو میں پاؤں سمیٹ لیتی۔ قیام فرماتے تو پھر پھیلا دیتی۔ دروازے تختوں اور شیشوں کے نہیں تھے۔ پھٹی پرانی چادر یا ٹاٹ لٹکے ہیں۔ یہ اس مکان کی ظاہری حالت تھی جس کی معنوی قدر و قیمت اتنی ہے کہ زمین کے جس حصے سے حضور اقدسؐ کا جسد اطہر ملاقی ہے وہ خانہ کعبہ سے عرش اور کرسی سے آسمانوں سے افضل ہے۔ مہبط ملائکہ و عرش ہے۔ لیکن ظاہری طور پر جس مکان کا نمونہ پیش کیا امت کے سامنے وہ کچی اینٹوں کی دیواریں گھاس پھوس کا چھت۔

کپڑوں کی حالت دیکھئے، حضرت عائشہؓ وصال کے بعد کبھی کبھی آپؐ کے کپڑے بتلاتیں تو کئی پیوند اور ٹکڑے لگے ہوئے کپڑے ہوتے اور فرماتیں کہ حضورؐ اس لباس میں دنیا سے تشریف لے گئے، اٹھنے بیٹھنے میں کوئی امتیازی شان نہیں تھا، مجلس میں آنے پر صحابہؓ کھڑے ہوتے

تو روک کر فرماتے: لاتقوموا کما تقوم الاعاجم۔ عجمیوں کی طرح میری تعظیم میں کھڑے نہ ہوں۔ کوئی نشست مخصوص نہ ہوتی، نہ امتیازی کیفیت تھی، جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ چلنے پھرنے میں کبھی صحابہؓ سے آگے کبھی پیچھے کبھی درمیان میں۔ اولاد کیلئے میراث تو پہلے سے ختم کرادی کہ جو کچھ رہ جائے وہ پوری امت کے لئے صدقہ ہے۔ پھر ایک ذریعہ اسلام میں زکوٰۃ اور صدقات کا تھا۔ جو ایک لازمی عبادت ہے۔ مدات آمدنی میں اہم مد ہے مگر حضورؐ نے اپنے اور اپنی اولاد پہ یہ راستہ بند کر دیا۔ اور فرمایا کہ زکوٰۃ وصدقات واجبہ میرے اور میری اولاد پہ بلکہ بنوہاشم پہ حرام ہے۔ یہاں تک حضورؐ کے خاندان کا آزاد کیا ہوا غلام مولیٰ اگر ہو تو اس پہ بھی حرام ہے کیونکہ غلام کا مال بھی مالک ہی کا ہوتا ہے۔ اور وہی اس کا وارث بنتا ہے تاکہ یہ بھی استحصال کا ایک ذریعہ نہ بن سکے۔ تو خیرات بھی بند کر دیا خاندان پہ اپنی اولاد کو کیا چھوڑا۔؟ فرمایا: نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکنا ہ صدقۃ۔ (ہم انبیاء کی جماعت میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ رہ جائے ساری امت کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔)

وصال کے بعد خیبر و فدک کی ہزاروں جریب باغات اور زمینیں سب امت پہ صدقہ ہوئیں۔ وارثوں کو کوئی حصہ نہیں ملا۔ فرمایا: اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا۔ اے اللہ میری اولاد کی روزی گذارے ہی کی ہو۔

اس سے حضورؐ کی سیرت مطہرہ کا ایک اور پہلو بھی سامنے آیا کہ حضورؐ نے جو بات دنیا کے سامنے پیش کی خود اس پہ عامل بنے اور پہلے عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتے اس وجہ سے اصلاح بھی فرما سکے۔ ہم ہزار کوشش کرتے ہیں، چاہتے ہیں، مگر اصلاح نہیں کر سکتے اس لئے کہ قول اور عمل میں تضاد ہوتا ہے۔ اصلاح اپنی آپ اور اپنے گھر سے شروع نہیں کرتے حضورؐ نے فرمایا کہ اس امت کے لئے فتنہ مال ہے۔ قرآن اس کی فتنہ سامانیوں سے بھرا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سلطنتوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں۔ مگر مجھے غم ہے کہ میری امت دنیا کے لئے آپس میں لڑے گی۔ تنافس اور تسابق میں مبتلا ہوگی۔

حضورؐ نے زہد اور فقر و قناعت کی تلقین کی۔ تو خود اپنے گھر سے اصلاح کی اہل بیت پہ ہزاروں جریب زمین اور باغات حرام کر دیئے، مسلمان پر تقسیم کئے گئے مسلمانوں پر وسعت آئی ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ ہم تو پانی اور کھجوروں پر بسر اوقات کرتی ہیں۔ آپ کی برکت سے ساری مخلوق پہ آسودگی ہے ہمیں بھی کچھ وظیفہ مقرر کیا جائے کہ گذر اوقات میں آسانی ہو۔

فرمایا: یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا۔ اگر دنیا کی عیش وعشرت اور زیب و زینت چاہتے تو آؤ کہ تمہیں دیدوں اور اچھے طریقہ پر تمہیں اپنے سے الگ کر دوں اور اگر فقر وقناعت زہد، توکل کی زندگی چاہو تو اللہ نے بہت کچھ کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ازواج مطہرات کی تربیت ہو چکی تھی، انہوں نے حضورؐ کے مقابلہ میں دنیا کی آسائش پر لات ماردی اور فقر وقناعت کی زندگی کو ترجیح دی۔

پھر حضورؐ کا فقر اختیاری تھا، ملک کا صدر اور خزانوں کا مختار مگر فقر کو ترجیح دیتے رہے۔ جگر گوشہ بیٹی فاطمۃ الزہراء نے پانی بھر کر شدائد اٹھانے کی شکایت کی اور ایک باندی خدمت کے لئے طلب کی تو فرمایا کہ موسیٰ اور اسکی بیوی نے دس سال ایک کملی اور چادر میں گذارے۔ میں تجھے بہترین چیز نہ دوں کہ ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو یہ دنیا وما فیھا سے بہتر دولت ہے ــــ تو دولت تو قارون اور فرعون کے پاس بھی تھی نہ حکومت کوئی چیز ہے، نہ عہدہ و منصب۔

معاشرتی مساوات کی تلقین کی، عملاً اس کا اجراء فرمایا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر اعلان فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں۔

کلکم بنو آدم وآدم من تراب۔ تم سب اولاد آدم ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ ارشاد ربانی ہے: یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ــــ آج جتنی عصبیت ہم میں موجود ہے۔ عربوں کی عصبیت اس سے ہزار درجہ زیادہ تھی، ایک ایک عرب اپنے خاندان اور قبیلہ کے لئے مرنے مارنے پر تیار ہوتا تھا۔ ہم عصبیت کو نہیں مٹا سکے، حضورؐ نے عملاً مٹایا۔ فرمایا: المومنون کجسد واحد۔ سارے مسلمان ایک جسم وجان ہیں۔ یہ سارے اعلانات تو ہوتے، ہم بھی روزانہ کرتے ہیں، وعظ بھی کرتے ہیں، لیکن دیکھئے حضورؐ اس کیلئے اسوہ عملاً نمونہ ہیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں قریش کو اوروں پر فوقیت تھی اور خاندانوں کو کمتر سمجھا جاتا۔ ایک ہاشمی خاندان جو ساری دنیا کے خاندانوں سے اشرف اور افضل خاندان تھا۔ اس خاندان کی ایک معزز خاتون جو حضورؐ کی رشتہ دار تھی حضرت زینبؓ کا رشتہ ایک غلام کے ساتھ جو آزاد کیا گیا تھا حضرت زید۔ پردیسی مسافر ہے بنو ہاشم کے لئے اجنبی مگر حضورؐ نے یہ عظیم کام غرور وتکبر اور فخر ومباہات کو مٹانے کی خاطر

اپنے گھر سے شروع فرمایا۔ آج ہم کسی کمتر نسب میں رشتہ دینے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ مگر حضورؐ نے اعلان کے ساتھ عملی نمونہ بھی پیش فرمایا تاکہ نفرت مٹ جائے یہ تھا مساوات ہم بھی اسلامی مساوات اور قانون کی باتیں کرتے ہیں۔ مگر اس طرح بات نہیں بنتی، کچھ لوگ حضرت زینب کے آزاد شدہ غلام کے ساتھ رشتہ پر جھگڑا کرنے۔ اعلان ہوا کہ اللہ اور رسول کا فیصلہ ہے، اس پر سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں، تسلیم و رضا شرط ایمان ہے۔

وما کان مؤمن ولا مؤمنة	اور ایماندار مرد یا عورت کو یہ اختیار نہیں کہ
اذا قضی اللہ ورسولہ امراً	اللہ اور رسول کوئی فیصلہ فرما دے اور انہیں
ان یکون لھم الخیرۃ من	پھر بھی اس میں کوئی اختیار رہ سکے اور جس
امرھم ومن یعص اللہ و	نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح
رسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً۔	گمراہی میں جا پڑا۔

آج تو آزاد خیالی کا دور دورہ ہے۔ ہر چیز میں آزادی آزادی۔ یہ آزادی اسلام سے اور پھر اسلام یعنی گردن نہاد ہونا دونوں باتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں۔ اسلام کا معنی غلام بننا ہے۔ غلام کیسے آزاد ہو سکتا ہے۔

اسی طرح معاشیات کے میدان میں حضورؐ نے اصلاح کی تو عملاً پہلا نمونہ اپنے گھر سے پیش کیا۔ اجراء اپنے گھر سے فرمایا۔ ربوا اور سود عربوں کا اہم ترین معاشی ذریعہ تھا سودی معاملات ہوتے رہتے، لاکھوں روپیہ کا لین دین چھوڑ دینا آسان بات نہ تھی۔ احل اللہ البیع وحرم الربوا کا حکم نازل ہوا تو حضورؐ نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے سارے طریقے میں نے قدموں کے نیچے روند ڈالے ہیں، اور سود بھی۔ اعلان کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جس کا قرض ہے سود پر تو اصل رقوم وصول کرے۔ مگر ربوا (سود)

اپنے گھر کے بارہ میں فرمایا کہ میرے چچا حضرت عباسؓ (جو بڑے مالدار اور رئیس تھے) کے ایسے تمام سودی معاملات اصل اور منافع دونوں سمیت سوختہ ہیں۔ نہ وہ اصل مانگ سکیں گے نہ سود یہ اس لئے کہ سب سے پہلے اسکا اجراء اپنے گھر سے شروع ہو جائے۔

سماجی اصلاح کی اور مثال دیکھیں عربوں میں لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ عرب بڑے غیور تھے، قتل اور خون کا بدلہ ہر حالت میں لیتے تھے اور یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا مسلمان سب بھائی بھائی ہیں۔ زمانہ جاہلیت کا ایک دوسرے پر جو قصاص اور بدلے ہیں وہ سب باتیں

ختم، اب کوئی پچھلی عداوتوں کو جاری نہ رکھے۔ یہ بھی کوئی آسان بات نہیں تھی۔ آج ہمیں ذرا سا ترچھی نظر سے دیکھے تو مارنے دوڑتے ہیں کہ میں کوئی بے غیرت نہیں ہوں، کیوں بدلہ چھوڑ دوں، پٹھانوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ صدیوں بدلہ لیتے رہتے ہیں۔ حضورؐ نے حکم جاری کیا تو خود عمل پیش کیا۔ فرمایا کہ میں اپنے خاندان کے مقتول ربیعہ کا خون معاف کرتا ہوں۔

—— تو بھائیو! دو باتیں میں نے عرض کیں:

۱۔ ایک یہ کہ حضورؐ امی تھے۔ مگر علوم کے دریا بہا دیئے، اور ایک لاکھ صحابہؓ سے زیادہ کو علوم کا سرچشمہ بنا دیا۔ لاکھوں آبادی کو علوم کا ماہر بنا دیا جس پر آج تک تحقیق ہوتی رہی۔ مگر کوئی عیب اور نقص نکالا نہیں جا سکا۔ یہ حضورؐ کے معلم من اللہ اور رسول صادق و مصدوق ہونے کی روشن دلیل ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ عرض کی کہ جو کچھ دنیا کو کشش کیا سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا آپ نوجوانوں کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور آئے گی۔ تو آپ بھی کامیاب اصلاحی انقلاب اگر لانا چاہیں تو اولاً حضورؐ کی سیرت پر خود عمل کر کے دنیا کو نمونہ پیش کر سکیں گے اور کامیاب ہوں گے۔

۳۔ تیسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں اور محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ آپ کا چھوٹا بچہ ہوتا ہے، توتلی باتیں کرتا ہے، کپڑے پھٹے پرانے ہوں گندہ بھی ہو مگر والدین کو اسکی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ دل کو بھاتی ہے، کہیں والدہ سے بچہ کم ہو جائے در بدر پھرتی ہے اور کہیں اپنے بچے جیسے چال ڈھال والا بچہ مل جائے، تو اس پر بھی نثار ہوتی ہے۔ تو جو محبوب کے رنگ میں رنگ جائے وہ بھی محبوب —— فرعون کے ہزاروں جادوگروں نے حضرت موسیٰ کا مقابلہ کیا مگر مقابلہ کے وقت حضرت موسیٰ جیسا لباس یونیفارم پہن کر آگئے —— علماء نے لکھا ہے کہ اس لباس کی اتنی برکت ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے محبوب پیغمبرؑ کی مشابہت اور تشبیہ کی وجہ سے انہیں ہدایت ایمان نصیب فرمائی اور فرعون کو نہ ہوئی۔ خدا نے حضرت موسیٰ کو ان کے تعجب کرنے پر فرمایا کہ ایک تو انہوں نے تمہارا ادب کیا کہ آپ کو پہلے دعوت دی پھر تیرے لباس کو اپنایا۔ اس رنگ میں آگئے تو میری رحمت نے برداشت نہیں کیا کہ انہیں جہنم میں ڈال دوں —— تو حضورؐ کا قول و فعل طرز معاشرت، طرز زندگی، طرز عبادت، شادی بیاہ کے طریقے، کھانا پینا کیسا تھا انہیں معلوم کر کے انہیں اپناؤ گے تو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ تمہاری قباحتوں، کوتاہیوں، گناہوں سے بھی درگذر فرما دیں گے۔ اور بخشش دیں گے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ■■